

قبروں پر کتبے لگانا کیسا؟ حدیث کی شرح

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عموماً قبرستان میں قبروں پر کتبے لگے ہوئے ہوتے ہیں، جس میں میت کا نام تاریخ وفات وغیرہ لکھی ہوئی ہوتی ہے، اس پر میرے دو سوال ہیں (1) کیا قبروں پر کتبے لگانا جائز ہے؟ (2) ان کتبوں پر لکھنا جائز ہے؟ اگر لکھنا جائز ہے تو جامع ترمذی کی حدیث 1052 میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں پر لکھنے سے منع فرمایا، اس کا کیا معنی ہے؟ کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

(1) قبر پر کتبے لگانا بالکل جائز اور مستحب عمل ہے، زمانہ رسالت مآب سے لے کر اب تک مسلمانوں کا اس پر بلا نکیر عمل ہے، ائمہ اسلام نے اس کے مستحسن ہونے کی صراحت کی ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں :

”عن کثیر بن زید المدني عن المطلب قال: لما مات عثمان بن مظعون أخرج بجنائزه فدفن فأمر النبي صلى الله عليه وسلم رجلاً أن يأتيه بحجر، فلم يستطع حملها، فقام إليها رسول الله صلى الله عليه وسلم وحسر عن ذراعيه، قال كثر: قال المطلب: قال الذي يخبرني ذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: كأنني أنظر إلى بياض ذراعي رسول الله صلى الله عليه وسلم حين حسر عنهما، ثم حملها فوضعها عند رأسه، وقال: أعلم بها قبر أخي، وأدفن إليه من مات من أهلي“

ترجمہ: حضرت کثیر بن زید مدنی حضرت مطلب رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ چلے اور انکی تدفین فرمائی، پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پتھر لانے کا حکم دیا، تو وہ شخص پتھر نہ اٹھا سکا، تو خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کی جانب اٹھے اور اپنے ہاتھوں سے کپڑا ہٹایا، کثیر کہتے ہیں کہ مطلب نے کہا: جس (صحابی) نے مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کے بارے میں بتایا وہ فرماتے ہیں: گویا میں حضور علیہ السلام کے بازوؤں کی سفیدی ابھی

بھی دیکھ رہا ہوں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کپڑا ہٹایا تھا، پھر حضور علیہ السلام نے اس پتھر کو اٹھایا اور ان کے سرہانے کے پاس رکھا اور فرمایا: اس پتھر کے ذریعے میں اپنے بھائی کی قبر کو جانوں گا اور جو میرے اہل میں سے وفات پائے گا اسے اس کے قریب دفن کروں گا۔ (سنن ابوداؤد، جلد 3، حدیث 3206، صفحہ 212، مطبوعہ بیروت)

سنن ابن ماجہ میں ہے :

”عن أنس بن مالك، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أعلم قبر عثمان بن مظعون بصخرة“

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک چٹان سے نشانی لگائی۔ (سنن ابن ماجہ، جلد 1، حدیث 1561، صفحہ 498، دار احیاء التراث)

علامہ بدرالدین عینی الخفی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :

”وفي الحديث من الفقه جوازُ وَضْعِ الحجارة ونحوها عند القبر للعلامة۔ وفي هذا المعنى ما يفعله الناس من وضع الألواح على القبور ونصبها عند رؤوس الموتى للعلامة“

ترجمہ : اس حدیث سے قبر کے پاس پتھریا کوئی اور چیز علامت کیلئے رکھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، اور لوگ جو قبروں کے پاس تختیاں رکھتے اور انہیں مردوں کے سروں کے پاس نشانی کیلئے نصب کرتے ہیں وہ بھی اسی معنی و مفہوم میں داخل ہیں۔ (شرح سنن ابوداؤد للعینی، جلد 6، صفحہ 157، مکتبۃ الرشید)

حافظ ابن رسلان رحمہ اللہ تعالیٰ شرح سنن ابوداؤد میں فرماتے ہیں :

”فيه دليل على أنه يستحب أن يوضع عند رأس القبر صخرة أو خشبة ونحوها ليعرف القبر بها إذا قصد للزيارة“

ترجمہ : اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ قبر کے سرہانے کوئی پتھریا لکڑی وغیرہ رکھنا مستحب ہے تاکہ جس کا زیارت کا قصد ہو وہ اس کے ذریعے قبر کو پہچان سکے۔ (شرح سنن ابوداؤد لابن رسلان، جلد 13، صفحہ 506، دار الفلاح)

فقہائے احناف میں سے امام رضی الدین سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابن مازہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

واللفظ للاول ”ولا بأس بحجرا و آجر بوضع عليه“

ترجمہ : اور قبر پر پتھریا اینٹ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (المحیط الرضوی، جلد 1، صفحہ 469، دار الکتب العلمیہ، المحیط البرہانی، جلد 2، صفحہ 193، دار الکتب العلمیہ)

علامہ طحاوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں :

”وقد اعتاد أهل مصر وضع الأحجار حفظاً للقبور عن الإندارس والنبش ولا بأس به“

ترجمہ : اور تحقیق مصر والے قبروں پر پتھر رکھنے کے عادی ہیں تاکہ قبروں کے ٹٹنے اور اکھڑنے سے حفاظت ہو اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ (حاشیۃ الطحاوی علی مرقی الفلاح، صفحہ 611، دار الکتب العلمیہ)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

”أن وضع شيء يعرف به القبر مستحب“

ترجمہ : قبر پر کوئی ایسی چیز رکھنا جس سے قبر کی پہچان ہو مستحب ہے۔ (الفتاویٰ الفقہیہ الکبریٰ، جلد 2، صفحہ 12، المکتبۃ الاسلامیہ)

(2) ان کتبوں پر لکھنا بھی بالکل جائز ہے، البتہ لکھنے میں اس بات کی احتیاط برتی جائے کہ جو کچھ لکھا گیا ہے اس کی بے ادبی سے بچا جاسکے، اور اس کے جواز کی دلیل ائمہ مسلمین اور عامۃ المسلمین کا تعامل ہے، جامع ترمذی شریف کی حدیث اسی پر محمول ہے کہ ایسے مقام پر اور ایسی باتیں اس طرح سے نہ لکھی جائیں جن سے مقدس کلمات کی توہین ہوتی ہو، اگر ایسا نہ ہو جیسا کہ بزرگان دین کی قبروں پر مختلف تحریر ہوتی ہیں جن میں آیات و اسمائے مقدسہ ہوتے ہیں لیکن چونکہ ان کی بے ادبی نہیں ہوتی تو ان کا لکھنا بالکل جائز ہے، اسی طرح عامۃ المسلمین کی قبروں پر بھی ان کے نام و نسب اور تاریخ وفات وغیرہ لکھی ہوتی ہے یہ لکھنا بھی بطور حاجت جائز ہے۔

البتہ عامۃ الناس کی قبروں پر مقدس کلمات لکھنے سے گریز کرنا چاہیے، لیکن اگر یہ کلمات اس طرح لکھے گئے جس سے بے ادبی نہ ہوتی ہو تو ان پر بھی لکھنا بلا کراہت جائز ہے، ائمہ اسلام نے ان مقدس کلمات کو لکھنے سے جو منع فرمایا اس کی وجہ بے ادبی کا اندیشہ ہے لیکن اول تو یہ ممانعت کراہت تنزیہی کا درجہ رکھتی ہے جیسا کہ علمائے مسجد کی دیواروں پر قرآنی آیات لکھنے کے حوالے سے ارشاد فرمایا، دوسرا عموماً اس وقت یہ صورت ہوتی تھی کہ یہ کتبے پہلے مٹی کے ہوتے تھے جن سے ان مقدس ناموں کے الفاظ جھڑ کر گرتے تھے اب ہمارے یہاں عام طور پر ماربل کے کتبے ہوتے ہیں جس میں اس بات کا اندیشہ کم ہوتا ہے، لہذا یہ علت باقی نہ رہی تو لکھنے میں حرج نہ ہوا۔ اور اس پر بھی دلیل دنیا بھر کے علمائے اسلام اور مسلمانوں کا عمل ہے البتہ دو چیزیں باقی رہ گئیں، ایک گرد پڑنا اور دوسرا بارش کے پانی کا اس پر لگ کر بہنا۔ ان دو چیزوں کا حل یہ ہے کہ کتبے کی لکھائی پر مضبوط قسم کی پلاسٹک کو ٹنگ چڑھا دی جائے تو یہ مسئلے بھی باقی نہ رہیں گے۔

حافظ حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے :

”إن أئمة المسلمين من الشرق إلى الغرب مكتوب على قبورهم، وهو عمل أخذ به الخلف عن السلف“

ترجمہ : مشرق و مغرب کے ائمہ مسلمین کی قبروں پر لکھا ہوا ہوتا ہے، اور یہ ایک ایسا عمل ہے جسے خلف نے سلف سے اخذ کیا ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین رقم 1370 طبع دار الحرمین)

حاکم کے حوالے سے حافظ ذہبی کے شیخ امام ابن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے اسی طرح ابن تیمیہ کے شاگرد ابن عبد الہادی نے بھی اس بات کو نقل کیا اور برقرار رکھا ہے۔ اس طرح حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسے نقل فرما کر برقرار رکھا ہے۔ (البدیع المنیر جلد 5 صفحہ 321 طبع دار الهجرة، اللام باحادیث الاحکام جلد 1 صفحہ 293 طبع دار النوادر، المحرر فی الحدیث جلد 1 صفحہ 324 طبع دار المعرفہ)

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رد المحتار میں لکھتے ہیں :

”فقد وجدنا اجماع العملی بها۔ فان ائمة المسلمين من المشرق الى المغرب مكتوب على قبورهم وهو عمل أخذ به الخلف عن السلف“

ترجمہ : تحقیق اس پر اجماع عملی ہے کیونکہ مشرق سے مغرب تک ائمہ مسلمین کی قبروں پر لکھا ہوا ہے اور یہ وہ عمل ہے جو خلف نے سلف سے اخذ کیا ہے۔ (رد المحتار، جلد 2، صفحہ 238، دار الفکر)

علامہ طیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامع ترمذی کی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”یکره کتابۃ اسم اللہ و رسولہ، والقرآن علی القبر؛ لئلا یهان بالجلوس علیہ، ویداس عند الانهدام“

ترجمہ : اللہ پاک کا نام اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام (اسی طرح) قرآن کریم (کی آیات وغیرہ) قبر پر لکھنا مکروہ ہے تاکہ ان پر بیٹھنے کے سبب یا قبر کے گرنے کی صورت میں ان ناموں کے پاؤں تلے روندے جانے کی وجہ سے بے ادبی نہ ہو۔ (شرح الطیبی جلد 4 صفحہ 1410 طبع نزار مصطفیٰ مکاتہ المکرمہ)

علامہ مظہر الدین الزیدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں :

”یعنی : مکروہ أن یکتب اسم اللہ واسم رسولہ والقرآن علی القبور؛ لأنه ربما یبول علیہ الکتب وغیرہ من الدواب، وربما یضع علیہ أحد رجلیه، وثقلی الريح التراب علیہ“

ترجمہ : یعنی اللہ پاک کا نام اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام اور قرآن کی (کسی آیت وغیرہ کا) قبروں پر لکھنا مکروہ ہے کیونکہ بعض اوقات کتا یا دیگر جانور قبر پر پیشاب کر دیتے ہیں، اور بسا اوقات کوئی شخص قبر پر اپنا پاؤں رکھ دیتا ہے، اور ہوا وہاں مٹی ڈال دیتی ہے۔ (المفاتیح شرح المصابیح جلد 2 صفحہ 452 طبع دار النوادر)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ سنن النسائی پر اپنے حاشیہ میں فرماتے ہیں :

”قال العراقي: يحتمل أن المراد مطلق الكتابة كتابة اسم صاحب القبر عليه أو تاريخ وفاته، أو المراد كتابة شيء من القرآن وأسماء الله تعالى للتبرك؛ لاحتمال أن يوطأ أو يسقط على الأرض فيصير تحت الأرجل“

ترجمہ: حافظ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ احتمال بھی موجود ہے کہ مطلق کتابت سے مراد صاحب قبر کا نام یا اس کی تاریخ وفات قبر پر لکھنا ہو، یا قرآن کی آیات وغیرہ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام برکت کے لئے لکھنا مراد ہو، اس احتمال کی بنا پر کہ انہیں روند جائے گا یا وہ زمین پر گر جائیں گے تو وہ پاؤں تلے آئیں گے۔ (زہر الربی علی المجتبیٰ جلد 4 صفحہ 87 طبع مکتبۃ المطبوعات الاسلامیہ حلب)

حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”قال ابن حجر: وأخذ أئمتنا أنه يكره الكتابة على القبر سواء اسم صاحبه أو غيره في لوح عند رأسه، أو غيره، قيل: ويسن كتابة اسم الميت لا سيما الصالح ليعرف عند تقادم الزمان؛ لأن النهي عن الكتابة منسوخ كما قاله الحاكم أو محمول على الزائد على ما يعرف به حال الميت اهـ. وفي قوله: يسن محل بحث، والصحيح أن يقال: إنه يجوز“

ترجمہ: علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے ائمہ سے یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے قبر پر لکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے خواہ صاحب قبر کا نام ہو یا اس کے علاوہ کسی کا، چاہے میت کے سر کی تختی پر لکھا جائے یا کسی اور جگہ، کہا گیا ہے: کہ میت کا نام لکھنا بالخصوص نیک لوگوں کا مسنون ہے، تاکہ وقت گزرنے کے ساتھ ان کی پہچان رکھی جائے کیونکہ لکھنے کی ممانعت منسوخ ہو گئی ہے، جیسا کہ امام حاکم بھی اسی کے قائل ہیں، یا یہ محمول ہے اس کے علاوہ اس زائد چیز پر جس کے ذریعے میت کا حال معلوم ہو، اور ان کا یہ قول ”یسن“ بحث کا محل ہے، اور درست یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ جائز ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح جلد 3 صفحہ 1223 طبع مکتبۃ المکرمۃ)

بحر الرائق میں ہے:

”وإن احتيج إلى الكتابة حتى لا يذهب الأثر ولا يمتهن فلا بأس به فأما الكتابة من غير عذر فلا“

ترجمہ: اگر لکھنے کی حاجت ہو حتیٰ کہ اس کا اثر نہ جائے اور نہ اس کی اہانت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بہر حال بلا عذر نہ لکھا جائے۔ (بحر الرائق، جلد 2، صفحہ 209، دار الختاب)

بہار شریعت میں ہے: ”اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لیے کچھ لکھ سکتے ہیں، مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو۔“

(بہار شریعت، جلد 1، صفحہ 846، مکتبۃ الدین)

مسجد کی دیوار پر لکھنے کے حوالے سے بحر الرائق، مجمع الانہر، نہایہ اور بنایہ میں ہے :
واللفظ للاول: "ولیس بمستحسن كتابة القرآن على المحاريب والجدران لما يخاف من سقوط الكتابة وأن توطأ"

ترجمہ : اور محرابوں اور دیواروں پر قرآن لکھنا مستحسن نہیں، کیونکہ اس میں اس کتابت کے گرنے اور روندے جانے کا خوف ہے۔ (البحر الرائق جلد 2 صفحہ 40 طبع دارالکتب الاسلامی، مجمع الانہر جلد 1 صفحہ 127 طبع دار احیاء التراث، البنایہ جلد 1 صفحہ 651 طبع بیروت، النہایہ جلد 3 صفحہ 102 طبع مرکز الدراسات)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے :

"ولو كتب القرآن على الحيطان والجدران بعضهم قالوا يرجي ان يجوز وبعضهم كرهوا ذلك مخافة السقوط تحت اقدام الناس كذا في فتاوى قاضیخان"

یعنی : اگر دیواروں پر قرآن پاک لکھا جائے تو بعض علماء نے فرمایا کہ امید ہے کہ یہ جائز ہو جبکہ بعض علماء نے اسے مکروہ قرار دیا کیونکہ یہ خدشہ ہے کہ اس کے ذرات لوگوں کے پیروں کے نیچے گریں گے۔ (الفتاویٰ الہندیہ، جلد 05، صفحہ 399، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

وقار الفتاویٰ میں مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ لکھتے ہیں : "قرآن وحدیث کو مسجد کی دیواروں یا دوسری دیواروں پر لکھنے کی صراحتاً تذکرہ نہیں ہے، مگر شریعت کا ایک قانون ہے کہ "اشیاء میں اصل اباحت ہے" جب تک کسی کام کی قرآن و حدیث سے حرمت ثابت نہ ہو وہ کام جائز رہتا ہے۔ لہذا اس اصول کی بناء پر آیات قرآنیہ کو دیوار پر لکھنا جائز ہے، سیکڑوں برس سے مسجد نبوی کی دیواروں پر آیات قرآنیہ لکھی ہوئی ہیں، جہاں دنیا بھر کے بڑے بڑے علماء اور بزرگان دین حاضری دیتے رہے۔ مگر کسی سے اس بارے میں کوئی اعتراض منقول نہیں ہے۔ مسجد کی دیواروں پر لکھنے کے بارے میں یہی دلیل کافی ہے، جن فقہاء نے مسجد کی دیواروں میں لکھنا پسند نہیں کیا ان کی دلیل یہ تھی کہ حروف کے زمین پر گرنے سے ان کی توہین کا پہلو نکلتا تھا۔ مگر اس وقت کی بات ہے کہ جب دیواروں پر مٹی سے لیپائی کی جاتی تھی۔ اور وہ مٹی گر جایا کرتی تھی۔ اب بھی اگر کہیں مٹی سے لیپائی ہوتی ہے تو اسی اصول کو اپنایا جائے گا مگر عام طور پر اب یہ طریقہ ختم ہو چکا ہے۔ پتھروں پر کندہ کرا کر اس میں مصاحمہ بھرا جاتا ہے۔ ان کے گرنے کا احتمال نہیں ہوتا۔ لہذا اب یہ شبہ ختم ہو چکا۔ مسجد کی دیواروں کی علاوہ دوسری دیواروں میں لکھنے کے متعلق میں صراحتاً موجود ہے۔" (وقار الفتاویٰ، جلد 02،

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

مجيب: ابو حمزہ محمد حسان عطاری

مصدق: مفتی محمد قاسم عطاری

فتویٰ نمبر: HAB-623

تاریخ اجراء: 24 صفر المظفر 1447ھ / 18 اگست 2025ء



Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.fatwaqa.com



[daruliftaahlesunnat](https://www.facebook.com/daruliftaahlesunnat)



[DaruliftaAhlesunnat](https://www.youtube.com/DaruliftaAhlesunnat)



[Dar-ul-ifta AhleSunnat](https://play.google.com/store/apps/details?id=com.daruliftaahlesunnat)



feedback@daruliftaahlesunnat.net